مرثیہ ۳

مطلع

تھا جہاں پھر وہیں قرآن کو لے آئے حسینؑ

www.emarsiya.com

تھا جہاں پھر وہیں قرآن کو لے آئے حسینؑ
سج گئی جائے محمدؐ کے قریں جائے حسینؑ
مرضیٔ حق سے مزیّن تھا جو ایمائے حسینؑ
مشعلِ راہ بنا نقشِ کفِ پائے حسینؑ
اک عجب طرز سے اسلام دوبارا چمکا
خون میں ڈوب کے ایمان کا تارا چمکا

پھر ہوا آئینۂ سنّت و سیرت روشن
پھر نگاہوں میں کھُبا خوئے محمدؐ کا چلن
پھر کھلا خُلق کی طرح حسنِ عقیدت کا چمن
پھر جچا کعبۂ ایماں کا وقارِ مامن
دیں پناہی کے وہ تیور تھے کہ دل مان گئے
لوگ بھولی ہوئی تصویر کو پہچان گئے

مذہبی روح تھی، اسلام کا اصلی جوہر
اور اسی روح سے زندہ تھا عمل کا پیکر
مملکت، دین کی تلوار نہ تھی، بلکہ سپر
چل گیا وار حکومت کی سیاست کا مگر
پھر تو جو مقصدِ اصلی تھا وہ پامال ہوا
دل سے اُتری ہوئی قدروں کا عجب حال ہوا

کتنا نازک تھا فریضہ، جو بجا لائے حسینؑ
تا بہ دل، حلقۂ مذہب کو بڑھا لائے حسینؑ
کلمہ، رسم کے پھندے سے چھڑا لائے حسینؑ
حق کو، ناحق کی ملاوٹ سے بچا لائے حسینؑ
نقل کو، اصلِ حقیقت میں جو گھسنے نہ دیا
ڈھونگ اسلامِ مجازی کا پنپنے نہ دیا

حق میں اسلام کے نانا کی تمنا تھے حسینؑ
جو بہرحال نہ ہو کم، وہ بھروسا تھے حسینؑ
باپ بھائی کے مقاصد پہ فدا تھے حسینؑ
سلسلہ وار فرائض کا تتمّا تھے حسینؑ
دین و دنیا کی قیادت کو الگ کر کے رہے
بادشاہت سے امامت کو الگ کر کے رہے

جاہلیت کا جو تھا مفسدِ اسلام اثر
سامنے لا کے رہا شکلِ یزیدِ خودسر
اب بنا گردنِ ایماں کے لیے یہ خنجر
آ کے بیعت کرے فاسق کی امامِ اطہر
ذمہ داریٔ امانت نے گوارا نہ کیا
مر مٹے، حق کی حفاظت سے کنارا نہ کیا

www.emarsiya.com

دین پر کتنے ستم اہلِ ستم نے ڈھائے
صلح کو اتنا ستایا کہ وغا بن جائے
اب تو سب کھل گیا، پردے بھی نہ رہنے پائے
کیا کیا جائے جو یہ رنگ زمانہ لائے

بات بگڑی ہوئی ایمان تک آپہونچی تھی
چال تکذیب کی قرآن تک آپہونچی تھی

رہ گئی اپنا سا منھ لے کے یزیدی رفتار
بیچ رستے میں کھڑی ہوگئی ایسی دیوار
جس پہ منقوش محمدؐ کے گھرانے کا شعار
جس کا ہر نقش اُگلتا ہوا اک خون کی دھار

نقش، تاریخ بھی، اور کتبۂ قرآنی بھی
خون کے رنگ میں تطہیر کی تابانی بھی

منقلب رنگِ ہوا، خشک دیارِ ایماں
خود زمیں جیسے جھلس جائے وہ آشوبِ خزاں
مجتمع خونِ محمدؐ کا خزانہ تھا جہاں
پھوٹ نکلا وہیں اک چشمۂ آبِ حیواں

سلسلہ نشو و نما کا ہے سہارے جس کے
دینِ اسلام کی کھیتی ہے کنارے جس کے

شانِ اسلام میں ہے ہستیٔ ذیشانِ حسینؑ
دل و جاں دینِ خدا کے ہیں، دل و جانِ حسینؑ
دیں پناہی کے فدا، واہ رے احسانِ حسینؑ
دین کے لب پہ ہے، دستِ من و دامانِ حسینؑ

جن کو توفیقِ سماعت ہے وہی سنتے ہیں
ہم تو اسلام کا اعلان یہی سنتے ہیں

"میری ہستی کا مرقع ہے حسینی آواز
اُس کا لہجہ، مرے قرآن کی سچی آواز
خشک ہونٹوں پہ مرے درد کی پوری آواز
روزِ عاشور، مرے سبطِ نبیؐ کی آواز

شاہکاریٔ مصوّر کا پتہ دیتے تھے
لبِ تصویر جو کھل کھل کے صدا دیتے تھے"

"اِس مُرقّع میں ہے ہر بُت شکنی کی صورت
دیکھ لو یہ ہے مرے ساتھ نبیؐ کی صورت
ایک جا کتنے رخوں سے ہے علیؑ کی صورت
میرے نقشے کو بدل دے، ہے کسی کی صورت

اِس میں بھرتا ہوں جو رنگِ اَبَ و اَحَد دیکھتے جاؤ
میری تصویرِ ھُوَاللّٰہُ اَحَدْ دیکھتے جاؤ

جس پہ یہ گھر بھی فدا، کیا اسے جھٹلاؤ گے
جس پہ اکبرؑ بھی فدا، کیا اُسے جھٹلاؤ گے
جس پہ یہ اصغرؑ بھی فدا، کیا اسے جھٹلاؤ گے
جس پہ یہ سر بھی فدا، کیا اُسے جھٹلاؤ گے

عمر بھر کس کو کیا سوچ سمجھ کر سجدہ
کس کو کرتا ہے حسینؑ اب تہِ خنجر سجدہ

www.emarsiya.com

کارنامہ تھا کہ اِسلام کا ماہِ تاباں — سعی تھی، یا کہ علمداریٔ روحِ ایماں
عزم تھا، یا ثقلینی صفتِ کوہِ گراں — عہد تھا، یا کہ مسلمان کے سر پر قرآں

تا بہ منزل، خمِ لغزش، دمِ رفتار نہ تھا
سر پہ قرآں متوازن تھا، گراں بار نہ تھا

مردِ میدانِ صداقت کے جگہ سے نہ ہٹے — یوں جمے پاؤں اقامت کے، جگہ سے نہ ہٹے
بن کے ارکانِ شریعت کے، جگہ سے نہ ہٹے — حرف قرآن کی آیت کے، جگہ سے نہ ہٹے

بات پر جان بھی دینا کوئی مشکل ہی نہ تھا
صدق اِن کا، کسی تحریف کا قائل ہی نہ تھا

نکلے کس شان سے، ایثارِ مجسّم ہو کر — حق کی بے لاگ حفاظت سے منظّم ہو کر
فرض ہی فرض کی تلوار کے چم خم ہو کر — آئے میدان میں تقویٰ سے مکرّم ہو کر

سائلانہ، نگہِ حاملِ اکرام نہ تھی
جنّتِ زیرِ قدم، حاصلِ انعام نہ تھی

معرکہ تھا جو نیا، ہو گئی شہرت بھی نئی — ظاہری رُخ کو بدل دینے کی قدرت بھی نئی
فتح کی طرز نئی، طرز کی عظمت بھی نئی — اِس کا اعلان نیا، اس کی اِشاعت بھی نئی

یوں بھرم فاسق و فاجر کی حکومت کا کھلا
بابِ نو ظالم و مظلوم کی طاقت کا کھلا

ناتوانوں کو توانائیِ ہمت بخشی — حق کو، دنیا سے نہ ڈرنے کی جسارت بخشی
صبر کو، قوّتِ تادیبِ شقاوت بخشی — دل کی آواز کو گونج اٹھنے کی وسعت بخشی

جذبِ ہمدردیٔ انساں کو وہ لذّت دیدی
اہلِ دل کو غمِ جاں بخش کی نعمت دیدی

یوں عمل گاہ میں وہ صاحبِ اطوار بڑھے — بزمِ تہذیب میں انسان کے اقدار بڑھے
رنج سہہ سہہ کے محبّت کے سزاوار بڑھے — حق کی آواز نکھلی، حق کے طلب گار بڑھے

ذکر جو چھوڑ گئے، لب پہ وہ یوں آتا ہے
مرتبہ ذوقِ سماعت کا بڑھے جاتا ہے

اُس کو مُجرا، جو ہوئی اس میں برابر کی شریک — فاطمہؑ جیسی رہیں، مُرسلِ داور کی شریک
اور پھر کارِ امامت میں بھی حیدرؑ کی شریک — ہر فریضے میں بڑے شوق سے گھر بھر کی شریک

خدمت و عظمتِ بے مثل سراپا زینبؑ
کبھی فِضّہ تو کبھی فاطمۂ زہرا زینبؑ

www.emarsiya.com

قرۃ العینِ سلف، مصطفویؐ نورالعین — فاطمیؑ صبر کی زینت، علوی حلم کی زین
آئیں اک فرض کی صورت سے تو پایا وہیں چین — تازہ تازہ تھی جس آغوش میں خوشبوئے حسینؑ
آنکھ جس گود میں کھولی تھی وہی آن رہی
فخرِ ہمشیرۂ شبیرؑ کی اک شان رہی

آئے جب حجرۂ اطہر میں جنابِ حیدرؑ — چھوٹے بیٹے نے بصد ناز کہا خوش ہو کر
بابا! اللہ نے دی مجھ کو بہن نیک سیرتؑ — باپ کی آنکھوں میں اشک آگئے اللہ رے اثر
اپنے بچوں پہ جو پیار آتا تھا وہ اپنی جگہ
دل میں کانٹا سا چبھا جاتا تھا وہ اپنی جگہ

گود سے ماں کی، جو آغوشِ رسالتؐ میں گئیں — مل گئی گرمیٔ معراجِ نبوت تسکیں
بوسہ گاہِ نبوی بن گئے رخسار و جبیں — آبدیدہ ہوئے سرکارؐ، جو باہیں چومیں
دل کے ٹکڑوں کو نظر بھر کے نبیؐ نے دیکھا
اُن نگاہوں کو بھی زہراؑ و علیؑ نے دیکھا

جب ہوئی نام کی سرکارِ دوعالم سے طلب — وحی آثار لبوں پر ہوا جاری "زینبؑ"
پھر عجب درد سے فرمانے لگے شاہِ عرب — میری بیٹی کی یہ بیٹی ہے خدیجہ منصب
لوگ اِس نسبتِ کبریٰ کی فضیلت سمجھیں
احترام اِس کا پیمبرؐ کی وصیت سمجھیں

اپنے نانا کی نبوت کا زمانا دیکھا — کی رسالت پہ نظر، وحی کا آنا دیکھا
ہُن سیادت کا، امامت کا خزانا دیکھا — خاص قرآن مزاجی کا گھرانا دیکھا
لڑکیاں کھیل میں جب جمع ہوا کرتی تھیں
بی بی، قرآن کی تفسیر کیا کرتی تھیں

یہ بھی دیکھا کہ ہوئی کیا زِ سلف تا بہ سلف — صفتِ فاطمہؑ زہرا سے خواتین کی صف
کس قدر فخر سے جاتی تھی نظر ماں کی طرف — باپ تعظیم کو اٹھے، یہ ہے بیٹی کا شرف
سلسلہ آٹھ پہر رتبۂ معیاری کا
مستقل درس تھا خود فہمی و خودداری کا

باوفا ایسی ہوئیں بنتِ شہِ بدر و حنین — صرف ملتا ہی نہ تھا بھائی کے آرام میں چین
دلِ زینبؑ میں بڑھی اپنی نمازوں کی بھی زین — قبلہ رُو ہونے سے پہلے، جو ہوئیں رُو بہ حسینؑ
دل کی لَو متصلِ شمعِ امامت ٹھہری
تھی یہ معراجِ محبت کہ عبادت ٹھہری

www.emarsiya.com

عابدہ، زاہدہ وعصمتِ صغریٰ زینبؑ — خانۂ بنتِ محمدؐ کا اُجالا زینبؑ
وقفِ تسلیم و رضا، ثانیٔ زہرا زینبؑ — تابعِ حکمِ خدا، بھائی پہ شیدا زینبؑ
تھا یہ بچپن ہی سے اندازِ ولائے شبیرؑ
ماں کی ڈھارس تھی کہ زینبؑ ہے فدائے شبیرؑ

کیسے معصوم تھے، معصوم گھرانے والے — مرتبہ دینِ محمدؐ کا بڑھانے والے
پاس جو کچھ تھا وہ مذہب پہ لٹانے والے — جان دے دے کے شریعت کو بچانے والے
دین سمجھا گئے اس خدمتِ ایمانی کو
بچے پالے گئے اسلام پہ قربانی کو

پرورش بھی یہ کس اندازِ محبت سے ہوئی — دل میں وہ درد، کہ جس درد میں مقصد کی خوشی
ہمتیں اور بڑھیں جذبۂ قربانی کی — کارفرما تھی نگاہِ نبویؐ و علویؑ
تربیت میں بھی بڑے درد کی غمخواری تھی
کربلا کے لیے سمجھی ہوئی تیاری تھی

کربلا، خطۂ ارضی کا فقط نام نہیں — نینوا میں جو ہوا، صرف وہی کام نہیں
پُر اثر ایسا، مسلسل کوئی اقدام نہیں — مسلکِ آلِ نبیؐ، رہ گذرِ عام نہیں
جو مدینہ میں ہوا وہ بھی ہے داخل اس میں
کوفہ و شام کی منزل بھی ہے شامل اس میں

ہائے وہ وقت، کہ دنیا میں محمدؐ نہ رہے — صدمے سہنا تھے بہت، آلِ محمدؐ کو سہنے
حق نمائی کے کچھ الفاظ تو بر وقت کہے — واہ رے ظرف، کہ جذبات کی رَو میں نہ بہے
غیر ممکن تھا کہ وہ دل کے غنی کام نہ آئیں
یا علیؑ! وقت کہے، اور علیؑ کام نہ آئیں

تھی امانت جو پدر کی، وہی بیٹوں کا عمل — آنے پایا نہ کبھی حفظِ شریعت میں خلل
ہتھکنڈے غیروں کے تھے ظلم و ستم، مکر و دغل — اور یہ اپنے اصول، اپنی صداقت میں اٹل
ہر دو جانب انھیں تدبیروں کو طاقت پہونچی
کربلا تک اسی ٹکراؤ کی نوبت پہونچی

ایسے عالم میں رہی، بعدِ نبیؐ، آپ کی آلؑ — بس وہی، جو صفِ ماتم کا ہوا کرتا ہے حال
ہو گیا چند مہینوں کا گزرنا بھی محال — سیدہؑ اٹھ گئیں دنیا سے بصد رنج و ملال
غم کے دن رات بنے، جینے کا یارا نہ ہوا
بے محمدؐ کے زمانہ ہی گوارا نہ ہوا

www.emarsiya.com

دہرے ماتم کی وہ صف، رات کی وہ تاریکی — ماں کا تابوت ہے، اور سات برس کی بچی
امتحاں لینے کو آئی ہے کس آفت کی گھڑی — حالِ زینبؑ کا یہ نوحہ، جو رہے گا باقی

کون دیکھے گا وہ دل دوز مناظر اماں
کربلا، شام، خدا حافظ و ناصر اماں

رات کے پردے میں زہراؑ کا جنازہ اٹھا — تنِ بے جاں پہ کفن، شکلِ کفن پر پردا
باپ اور بھائیوں کے حلقے میں تصویرِ عزا — اپنی چادر کو سنبھالے ہوئے بنتِ زہراؑ

سر پہ وارث ہیں تو پردے کا قرینہ ہے ابھی
کوفہ و شام نہیں ہے، یہ مدینہ ہے ابھی

وقت آیا کہ علیؑ رہ گئے باقی نہ حسنؑ — پھر بھی یہ تھا کہ ملے سبطِ محمدؐ کو کفن
اور بگڑا جو بگاڑی ہوئی امت کا چلن — پنجتن میں تھے حسینؑ، اُن کے ہزاروں دشمن

کربلا ساز جو رہ رہ کے ہوا آتی تھیں
دلِ زینبؑ سے حسینا کی صدا آتی تھیں

پھر جو منڈلانے لگے کرب و بلا کے بادل — لے چلی شہؑ کو مدینے سے ہوائے مقتل
اپنی مشکل کو کیا بنتِ مدینہ نے بھی حل — اِذنِ شوہر سے مزین ہوا یہ حسنِ عمل

یوں تو ہر حال میں شوہر کی ہے خدمت واجب
وقت ایسا جو پڑے، بھائی کی نصرت واجب

دلِ شبیرؑ سے پوچھے کوئی ان کی وقعت — تھی بزرگوں کی طرح، چھوٹی بہن کی عزت
مشورے اِن سے کیا کرتے تھے اکثر حضرت — تھی امامت کے سوا، ایک طرح کی قدرت

ان کا مطلب بھی وہی تھا جو دلِ طالب میں
ایک ہی جان نظر آتی تھی دو قالب میں

گھر میں شبیرؑ کے اللہ رے زینبؑ کا مقام — دو اماموں کی بہن، باپ بھی جن کا تھا امام
عرشِ تعظیم بنا، حرمت و الفت کا نظام — اُن کو عباسؑ کیا کرتے تھے جھک جھک کے سلام

اِس طرح اپنے بھتیجے کو پھوپھی نے سمجھا
ماں سے بڑھ کر انھیں ہمشکلِ نبیؐ نے سمجھا

امتحانات خدیجہ نفسی کے بھی دیئے — جو بھی تھا پاس، وہ اِسلام کی خدمت کے لیے
سوزنِ صبر و ریاضت سے بہت زخم سیئے — خون کھولاتے رہے، خون کے آنسو جو پیئے

گھر کی منزل کا شرف، بنتِ نبیؐ کی بیٹی
کربلا میں وہی زینبؑ ہے علیؑ کی بیٹی

www.emarsiya.com

نامِ زینبؑ میں ہے ہر معرکۂ کرب و بلا
جس نے بھائی کا وہاں ماں کی طرح ساتھ دیا
کس نے رخصت شہِ مظلوم کو اس دل سے کیا
"فرض ہے فرض، خدا حافظ و ناصر بھیّا"
ہائے وہ وقت کہ یہ بیکس و مضطر نکلے
جان جس طرح تڑپ کر تہِ خنجر نکلے

واہ رے عظمتِ قربانی و اخلاصِ وفا
ہے کہیں اور زمانے میں یہ نقشہ یہ صدا!
سامنے خاک پہ ہو بھائی کا پُر خوں لاشا
اور بہن کہتی ہو معبود "تقبل مِنّا"
نقش یوں قلبِ عبادت پہ تھا زینبؑ زینبؑ
لبِ معراجِ شہادت پہ تھا زینبؑ زینبؑ

ہائے وہ ظلم، کہ تھا جس کا یہ منہ توڑ جواب
پیکرِ صبر میں، وہ روحِ شجاعت بیتاب
ہائے وہ ماہیِ بے آب، وہ چشمِ خوں ناب
ساتھ کی سوگ نشینوں سے نگاہوں کا خطاب
ذمہ داری کے فرائض ہیں بجا لاتی ہوں
پاس بیمار کے ٹھہرو، میں ابھی آتی ہوں

کربلا، عصر کا طوفان، بلاؤں کی گھٹا
دن جو باقی تھا، دبے پاؤں اندھیرے میں چلا
اُف، وہ بے وارثیٔ آلِ رسولِ دوسرا
یہی زینبؑ تھیں کفیلِ حرمِ شاہِ ہدا
واحسینا کی صداؤں میں بحسرت نکلے
آگ خیموں میں لگی، صاحبِ غیرت نکلے

کھائے عزت کی قسم، غیرتِ ایماں کی قسم
فرضِ عترت کی قسم، عظمتِ قرآں کی قسم
حق کی خدمت کی قسم، رفعتِ انساں کی قسم
اپنی ہمت کی قسم، قوتِ یزداں کی قسم
لے لیا ورثہ میں "جو" سبطِ نبی نے چھوڑا
وہیں، جس جا پہ حسینؑ ابنِ علیؑ نے چھوڑا

اب نہیں شاہ، مگر اُن کا حشم باقی ہے
نہیں عباسؑ، مگر شانِ علم باقی ہے
جانِ ایماں ہے، جو بیمار میں دم باقی ہے
لُٹ کے بھی، آلِ محمدؐ کا بھرم باقی ہے
خاک اُڑاتی ہوئی، تزئینِ شہادت کے لیے
بنتِ زہراؑ نکل آئی ہے قیادت کے لیے

آگ پر جیسے بچھا دے صفِ ماتم کوئی
بھڑکے شعلوں کے لپکنے کا نہ ہو غم کوئی
زخم سہنا ہیں، نہ ہو زخم کا مرہم کوئی
کیا سمجھ سکتا ہے اُس وقت کا عالم کوئی
وقت کے منہ پہ فریضہ جو بجا لاتی تھیں
فاطمہؑ حیدرِؑ کرار نظر آتی تھیں

www.emarsiya.com

معرکہ ختم شہیدوں کا ہے اللہ غنی
اب اسیروں کو ملا، عہدۂ باطل شکنی
دربدر پھرنے کو ہے آلِ رسولِ مدنی
گھر بنائے گی دلوں میں یہ غریب الوطنی
خطبۂ زینبِ تفتیدہ جگر گونجے گا
لہجۂ آلِ نبیؐ بن کے اثر گونجے گا

جو خدا سے نہ ڈرے، اُن نڈروں کو دیکھا
پُرحیا آنکھوں سے خونیں نظروں کو دیکھا
مختلف حال میں اب ہم سفروں کو دیکھا
خاک پر لاشوں کو، نیزوں پہ سروں کو دیکھا
نامِ اسلام پہ امت کی جفائیں سہہ کے
شانے بندھوائے توکلتُ عَلَی اللہ کہہ کے

تازیانوں سے ڈراتے ہیں ڈرانے والے
یہ بھی سہ لیں گے، محمدؐ کے گھرانے والے
جان و عزت کی، جو بازی ہیں لگانے والے
کہیں رُکتے ہیں، وہ اسلام سکھانے والے
حیدری شانِ وغا، جوہرِ گفتار میں ہے
کاٹ مخصوص یداللہ کی تلوار میں ہے

لاکھ محصورِ محن، لب پہ وہی حمدِ خدا
بھائی بے گور و کفن، لب پہ وہی حمدِ خدا
بازوؤں میں وہ رسن، لب پہ وہی حمدِ خدا
اپنے گھر کا وہ چلن، لب پہ وہی حمدِ خدا
خونِ مظلوم کی یوں برقِ شہادت چمکی
صاحبِ بزمِ سلونی کی خطابت چمکی

لے کے جب لشکرِ شامی انھیں مقتل میں چلا
دیکھا سجادؑ نے ریتی پہ پدر کا لاشا
ہر نظر ممتحنِ صبر، جفا پر وہ جفا
دلِ بیمار سنبھالے تھی، پھوپھی کی یہ صدا
یادگارِ اَب و جَد، فرض سے ہشیار رہو
روح پرواز نہ کر جائے، خبردار رہو

کربلا، جس کے رخوں میں تھے کچھ اندازِ عجیب
کربلا، جس میں بلاؤں کی بھی شکلیں تھیں مہیب
کربلا، جس کو ہوئی حق کی تلقین نصیب
کربلا، معرکہ آرائی، مظلوم خطیب
داخلِ کوفہ ہوئی خواہرِ شبیرؑ کے ساتھ
ماتمی چہروں کو لے کر، سرِ شبیرؑ کے ساتھ

جیسی مظلوم شہیدوں کی امانت داری
ویسی ہی حرمتِ احکامِ جنابِ باری
خواہرِ شاہِ شہیداں پہ یہ عالم طاری
لب پہ آیاتِ خدا، شرحِ شہادت جاری
کتنے کانوں میں وہ پُردرد صدا پہونچی ہے
کربلا، کوفہ کے بازار تک آ پہونچی ہے

www.emarsiya.com

اپنی تاثیر کے شعبوں میں مکمل وہ صدا — تربیت یافتۂ درد دلِ آلِ عباؑ
ناصرِ کلمۂ حق، ناشرِ تسلیم و رضا — صوتِ تکبیر وش و قلب رس و راہنما
ماتمی لحن بھی، ایمان کی تنویر کے ساتھ
لَو ہے قرآں کی نکلتی ہوئی تقریر کے ساتھ

دیکھنے آئے ہیں جو لوگ تماشا، دیکھیں — جو نہ دیکھی تھی کبھی، درد کی دنیا دیکھیں
چادریں چھنکے بھی، اعزازِ حیا کا دیکھیں — اب اسیری میں، ہدایت کا سلیقا دیکھیں
دیکھتے جائیں، جو ہونے کا نتیجہ نکلے
تو سہی، خود دہنِ ظلم سے توبہ نکلے

حق کی للکار سنی، دشمنِ دیں چونک اُٹھے — آسمانی تھی تڑپ اہلِ زمیں چونک اُٹھے
یہ نہیں ہوش کبھی آیا، کہیں چونک اُٹھے — کتنے مارے ہوئے غفلت کے وہیں چونک اُٹھے
لہریں جس خواب میں آنے لگیں ہشیاری کی
کروٹیں لیتا تھا مختار کی بیداری کی

وارِ خطبے کے وہیں رنگ یہ دکھلانے لگے — حِس نہ تھا جن میں وہ غدّار بھی شرمانے لگے
قلب میں تیرِ ملامت کے جو در آنے لگے — نا سزا، حق سے بغاوت کی سزا پانے لگے
کوفیت، آپ ہی بدنام ہوئی کوفہ میں
پُر دَغا صبح کی، یوں شام ہوئی کوفہ میں

لے چلے شام کی جانب انھیں اب بانیٔ شر — تاکہ آجائے یہ ہر دیکھنے والے کو نظر
آلِ ہاشم ہے اِدھر، آلِ اُمیّہ ہے اُدھر — یہ اسیری، وہ اَمیری، یہ شکست اور وہ ظفر
مُشتَہر ہوئی نخوت، تو بہت پھول گئے
بیچ میں ذاتِ پیمبرؐ ہے، اِسے بھول گئے

اُموی زعم میں، یہ ذات ہوئی اتنی مخل — ہر قدم پر تھی محمدؐ کی رسالت حائل
پنجتن سے ہوئی بالکل جو فراغت حاصل — صاف انکارِ رسالت ہوا دل مائل
حُبِّ ہی رہتا تو غنیمت تھا مگر بول دیا
شغلِ چوگانِ خلافت کا بھرم کھول دیا

یہ تھا افسردہ تلبیسِ ابوسفیانی — کیسا اسلام، جو مذہب میں چلے مَن مانی
سر سے ہو جاتا ہے اونچا جو خودی کا پانی — روکے رُکتی نہیں پھر خود نفسی طغیانی
اڑ گیا صَرصَرِ نخوت میں جو قرآنِ یزید
"وحی تھی بادِ ہوائی" یہ تھا اعلانِ یزید

www.emarsiya.com

"جن کا بدلہ یہ ہے، وہ بدر کے مقتول اُموی — آج ہوتے تو مجھے داد غضب کی ملتی
مُلک گیری کی ہوس تھی یہ بنی ہاشم کی — وحی آئی، نہ فرشتہ کبھی آیا کوئی
چین بے ان کے مٹائے ہوئے میں کیا لیتا
نسلِ عتبہ سے نہ ہوتا جو نہ بدلہ لیتا"

فاطمہؑ پر تھا بہت آلِ اُمیّہ کا عتاب — فاطمی شان سے تھا آلِ محمدؐ کا نصاب
دیکھ کر آلِ پیمبرؐ کو ہوا ہے جو خطاب — اب جو ہے فاطمہؑ تمثال، وہی دیگی جواب
رنگ، میدانِ خطابت کا بدلتے دیکھو
ذوالفقار، آج اِس انداز سے چلتے دیکھو

"لائقِ حمد ہے، جس نے ہمیں عزّت بخشی — کیا بتدریج فضیلت یہ فضیلت بخشی
چھانٹ کے ہم میں سے اوّل کو نبوّت بخشی — اور آخر کو، یہ بالشّان شہادت بخشی
ہوں سوا اُن کے مراتب، یہ دعا کافی ہے
ہم کو یہ فخر ہے کافی کہ خدا کافی ہے"

"اے یزید! آج جو آنکھیں ہیں ہماری گریاں — اے یزید! آج جو اٹھتا ہے کلیجوں سے دھوا
اے یزید! آج جو ہم ہو گئے مجبورِ فغاں — اور تو تختِ حکومت پہ ہے شاداں فرحاں
اِس سے کیا اوستم وجَور وضلالت والے
تُو بڑھا پیشِ خدا، گھٹ گئے عزّت والے؟"

"اے یزید! آج ہے تُو خوش کہ ہوئے ہم بے گھر — آسماں اور زمیں تنگ ہیں مظلوموں پر
بچ گئی سلطنتِ فسق، رہا کوئی نہ ڈر — ہو نہ مغرور ابھی جامہ سے اتنا باہر
یاد کر قولِ خدا، مہلتِ کافر کے لیے
ڈھیل دی جاتی ہے گمراہی وافر کے لیے"

"حق ہے، قرآن میں آیا ہے جو قولِ داور — بے دھڑک ہیں جو کمربستہ بداعمالی پر
اُنکا انجام یہ ہوتا ہے کہ وہ بانیٔ شر — مضحکہ کرتے ہیں آیاتِ خدا جھٹلا کر
تجھ کو تضحیکِ رسالت میں مزا آتا ہے؟
اِنتقامِ اُحد و بدر یہ اترا تا ہے؟"

"ہاں! شریفوں کے کلیجوں کو چبانا کیا خوب — گوشت کو خونِ شہیداں سے اُگانا کیا خوب
دھوم پھر بدر کے بدلہ کی مچانا، کیا خوب — بھول جانا وہ بزرگوں کا زمانا، کیا خوب
تو بھی گھاٹ اُن کے اُتر جائے گا، جلدی کیا ہے
ہم سمجھتے ہیں کہ فرمانِ الٰہی کیا ہے"

www.emarsiya.com

"گو زمانے نے کیا ہے، مجھے مجبور ایسا — تجھ سے میں بات کروں خیر، نہیں کچھ پروا
کیا جواب ایسی خشونت کا، حقارت کے سوا — اور کر ظلم، کہ ہو اور زیادہ رسوا
ہے یہ کے دن تری شروت کا زمانہ باقی
حشر تک، ذکر ہمارا تو رہے گا باقی"

"اہلِ انصاف، اب انصاف سے اتنا کہہ دیں — بیبیاں، بلکہ کنیزیں ہوں تری پردے میں
حرمِ احمدِ مرسل پہ پڑیں یوں نظریں! — دربدر، خاک بسر، نرغۂ اعدا میں پھریں
کیوں یہی وقت تھا بے شرم اِس آفت کیلیے
نہ رہا جب کوئی مَردوں میں حفاظت کیلیے؟

"آئے گا اور ضرور آئے گا جب روزِ جزا — کس طرح جائے گا تو پیشِ رسولؐ دوسرا
سر پہ لادے ہوئے بے حرمتیِ آلِ عبا — خون ہاتھوں میں بھرے ان کے جگر پاروں کا
حشر میں تجھ کو یونہی پیشِ خدا جانا ہے
اپنے حق کی ہمیں اُس روز سند پانا ہے"

"مطمئن بیٹھے ہیں جو تیری حمایت والے — تجھ کو اللہ کے بندوں پہ مُسلّط کر کے
ساتھ اُس روز اُسی حال میں وہ بھی ہونگے — اور وہ بھی، جو تھے اِس طرح کے، اُن سے پہلے
ہوگا معلوم، شقاوت کا نتیجہ اُس دِن
بدلہ یہ کیا ہے؟ لیا جائے گا بدلہ اُس دِن

چھا گیا، خطبۂ زینبؑ کی تجلی کا سماں — پھر سے لہرایا محمدؐ کی رسالت کا نشاں
تخت پر منکرِ بدبخت کی تھی بند زباں — طشت میں سرشہِ مذبوح کا گویا نگراں
کتنی برجستہ ہدایت کی ندا پہونچی ہے
کربلا شام کے دربار تک آ پہونچی ہے

ہر قدم غم کی فضا غیروں کو اپناتی تھی — دل سے نکلی تھی صدا، دل میں جگہ پاتی تھی
ذکر میں درد کی تصویر نظر آتی تھی — ایک مجلس تھی کہ ہوتی ہی چلی جاتی تھی
عارفِ منصبِ حق، مرتبہ دانِ شبیرؑ
زینبِ خستہ جگر، مرثیہ خوانِ شبیرؑ

ایک ہی نورِ اب و جد کے اثر تھے دونوں — ایک ہی بحر کے تابندہ گہر تھے دونوں
اپنی منزل میں عجب شمس و قمر تھے دونوں — کیوں نہ ہو کس کے دل و جان و جگر تھے دونوں
یا محمدؐ تھا زبانوں پہ جہاں تک پہونچی
فاطمی خون کی تاثیر کہاں تک پہونچی

www.emarsiya.com

اللہ اللہ، وہ دونوں کی عمل پیرائی — کس قدر حُسنِ تعاون نے فضیلت پائی
وہ بہن بھائی، وہ دُہری صفتِ یکتائی — ایسے بھائی کی بہن، ایسی بہن کا بھائی
جو گھڑی آئی، لئے حق کی چمک نیک ہوئی
دونوں آئینوں کی ہم رنگ تڑپ ایک ہوئی

طاہرہ، ماں کی طرح، نفسِ طہارت زینبؑ — عالمہ، علمِ سیرؑ، حسنِ طبیعت زینبؑ
صالحہ، نیک عمل، خوبیٔ طینت زینبؑ — ساجدہ، زینتِ محرابِ عبادت زینبؑ
شہ کا یہ قول بھی لکھ لو صفتِ زینبؑ میں
"یاد رکھنا مجھے تم اپنی نمازِ شب میں"

شبِ تاریک ہوئی جس سے منوّر وہ نماز — ضامنِ صبر و سکونِ دلِ مضطر وہ نماز
ہاتھ جکڑے بھی تو جاری تھی برابر وہ نماز — صحنِ کعبہ کی طرح پشتِ شتر پر وہ نماز
وہ فضیلت جو بڑھی خاطرِ معصوم لیے
وہ نمازیں کہ مصلّوں نے قدم چوم لیے

دائمی جیسے فلک پر یہ شفق ہے، کہ رہے — جس طرح دہر میں ہر ایک طبق ہے، کہ رہے
مستقل جیسے صداقت کا سبق ہے، کہ رہے — رہتی دنیا تک اِس آواز کا حق ہے، کہ رہے
جیسی، بے فاطمہؑ اسلام کی دنیا رہتی
کربلا، ویسی ہی، بے ثانیٔ زہراؑ رہتی

وہ برابر کی شریکِ شہدا و اُسرا — امتحاں گاہ میں ہر تقویتِ شاہِ ہُدیٰ
دل سے بھائی پہ فدا، بھائی کے بچّوں پہ فدا — اپنے بچّوں کو فقط بھائی کا صدقہ سمجھا
بہرِ خدمت جو بلاؤں میں گھری، وہ زینبؑ
سر برہنہ جو رسن بستہ پھری، وہ زینبؑ

دلِ مجروح میں بے ساختہ آتا ہوگا — روزِ روشن ہے، اسیری ہے، نہیں سر پہ ردا
رات کے وقت، مری ماں کا جنازہ اٹھا — میں ہوں اور کربِ وبلا، کربِ وبلا، کربِ وبلا
اب تو یہ طرزِ تماشہ نہیں دیکھی جاتی
مجھ سے بے بھائی کے دنیا نہیں دیکھی جاتی

جیسے ہر شے یہی کہتی ہو، یہ ہوتا ہے گماں — تو کہاں آئی ہے زینبؑ، ترا بھائی ہے کہاں
کیا کہوں اُن سے، مرے سر پہ ہے مثلِ قرآں — اپنے بھائی کی امانت، مرا کردارِ زباں
اے مرے مہرِ امامت تری تنویر ہوں میں
میرے قرآنِ شہادت، تری تفسیر ہوں میں

www.emarsiya.com

حشر تک ساتھ ہے زینب کے بصد عز و وقار
سوگوارانہ شعاری کی جہاں دی رفتار
اس طرح زعمِ حکومت پہ کئے وار پہ وار
توڑ دی ہاتھ میں ظالم کے اسی کی تلوار
جیسے جیسے اثرِ ظلم کو برباد کیا
ماں سے تھیں داد طلب، ماں کو بہت یاد کیا

حق بیانی نے صلہ اپنے اثر کا پایا
قید کو توڑ کے ہنگامِ رہائی آیا
چھٹ چلا آپ، جو بادل پہ تھا بادل چھایا
شام والوں کو، زمانے نے یہ دن دکھلایا
عزمِ تبلیغ کی رفتار میں کتنا دم ہے
شہرِ قاتل میں شہیدوں کی صفِ ماتم ہے

صفِ ماتم کے سب آداب بجا لائے گئے
جو نکل سکتے نہ تھے، اشک وہ برسائے گئے
نہ تکلف تھا سمجھنے میں، نہ سمجھائے گئے
بنتے ہی جاتے تھے غمخوار، سبھی آئے گئے
منقلب ذہنِ شقاوت کی فضا کر کے چلیں
بی بی یہ فرضِ امانت بھی ادا کر کے چلیں

دیکھنے جاتی ہیں، دل تھام کے، اللہ رے جگر
کربلا، ہوگیا تاراج جہاں سارا گھر
پیشوائی کے لیے آنے لگے بڑھ بڑھ کر
تیر و خنجر تھے جو دیکھے ہوئے خونی منظر
اہلِ حرمت کی تدابیرِ نشانی دیکھیں
تربتیں، منتظرِ فاتحہ خوانی دیکھیں

یہ نہ پوچھو کہ ہوئی شرحِ جدائی کب تک
قبر بھائی کی، کلیجے سے لگائی کب تک
کس رفاقت کی ہوئی ناصیہ سائی کب تک
اک کہانی تھی، وہ کس دل سے سنائی کب تک
چشمِ خواہر نے بنائے جو برادر کے لیے
ایسے موتی تھے اسی قبر کی چادر کے لیے

کیا تعجب جو یہی ہو دلِ زینبؑ کی مراد
اور سب جائیں کہ ہو کچھ تو مدینہ آباد
کربلا چھوڑ کے اب جائے کہاں وہ ناشاد
کربلا دیکھ کے آتا ہو جسے کیا کیا یاد
پائے آرام یہ سر جانبِ پائے شبیرؑ
ماں کو ڈھارس تھی کہ زینبؑ ہے فدائے شبیرؑ

ختم بالخیر ہوئی شام کی منزل زینبؑ
اور اب کیا ہے تری زیست کا حاصل زینبؑ
کھو کے بھائی کو وطن کے نہیں قابل زینبؑ
اب کہیں اور لگے گا نہ ترا دل زینبؑ
وقت کے جو ہیں تقاضے وہ سنائیں جائیں
جتنی سانسیں ہیں، اسی قبر پہ آئیں جائیں

www.emarsiya.com

پھر جو دیکھا کہ نہیں ہم نفسِ اذنِ قیام — وہ بھتیجے کی گزارش، جو ہے مرضیٔ امام
دل گرفتہ نے کیا بھائی کی تربت کو سلام — کرلیا پھر سے مرتب، جو چلیں لے کے پیام
ماں کی تربت کے لیے، قبرِ پیمبرؐ کے لیے
بہرِ اسلام سکونِ دلِ مضطر کے لیے

آفتیں جھیل کے اب رُخ جو ہوا سوئے وطن — فطرۃً چھا گئی جذبات پہ تاثیرِ محن
کس قدر ردِّ عمل کی یہ مسافت تھی کٹھن — جگر در دریدہ میں وہ یادوں کی چبھن
دل سے ہوتی تھیں جو باتیں وہ کھلی جاتی تھیں
سوچتی گھر کی تباہی کو چلی جاتی تھی

کیوں نہ آنکھوں میں پھرے منظرِ آغازِ سفر — اب کہاں ہیں وہ برادر، وہ بھتیجے، وہ پسر
در و دیوار بڑی دور سے آتے ہیں نظر — سوگواروں کی طرح، آہ بلب خاک بسر
ایک دن دیکھ چکی خیمہ میں بستر خالی
اب بہن دیکھے گی، بھائی کا بھرا گھر خالی

دل کو تڑپائے گا سناٹا، تو کیا گزرے گی — بن نظر آئے گا، جو گھر تھا، تو کیا گزرے گی
کوئی بھائی کو جو پوچھے گا، تو کیا گزرے گی — سامنا ہوگا جو صغرا کا تو کیا گزرے گی
ہوئی پیدا جو تصور میں صدا آپ ہی آپ
حال کس کس سے بیاں ہونے لگا آپ ہی آپ

آخرش ہونے کو آیا جو سفر کا اتمام — دیکھ کر روضۂ غم پوش، شہنشاہِ انام
زینبیؑ شانِ قیادت نے کہا کر کے سلام — بیبیو! اترو عماری سے ادب کا ہے مقام
اپنے ساحل پہ غریبوں کا سفینہ آیا
پا پیادہ ہو، کہ نانا کا مدینہ آیا

اب تو فریاد کی منزل تھی، چلے فریادی — اب پسیج اٹھی وہ دیوار جو تھی فولادی
قہرِ لب بننے لگا سلسلۂ بربادی — رہ گئی ہوگی یہی کہہ کے پیمبرؐ زادی
سخت جاں کتنی ہے آفت کی ستائی زینبؑ
نانا، اماں سے بھی کہنا ہے، پھر آئی زینبؑ

ہوں وہی آپ کی زینبؑ، مرا بھائی نہ رہا — نانا! اُمّت نے دیا، اجرِ رسالت کیا کیا
ہم اسی بات کے مجرم تھے کہ ہیں آلِ عبا — ساتھ قرآن کا دینا تھا ہمیں، ہم نے دیا
خاک اڑائی ہے، یہ سوغات مگر لائی ہوں
نانا! کچھ آپ کا پیغام سنا آئی ہوں

www.emarsiya.com

بعد اس کے جو ملی تربتِ خاتونِ جناں — در و دیوار سے گویا یہ صدا آئی کہ ہاں
"یہ تو مجھ ماں کی جگہ تھی، مری زینبؑ مری جاں — اس کے بازو پہ ہیں اسلام کی خدمت کے نشاں
نیل بازو کے ذرا مجھ کو بھی دکھلانے دو
منتظر ہوں، مری بچی کو قریب آنے دو"

"بی بی دیتی ہوں ترے بھائی کو بچھ کو پرسا — مرحبا، فاطمہؑ والو، کہ بڑا کام کیا
اے زہے فخر، بصد منّتِ ربِّ دوسرا — میرے بچوں نے کیا، حق مرے بابا کا ادا
زندہ و تازہ ہمیشہ یہی پیغام رہے
ہم بھی قائم ہیں، یہ اسلام جو اسلام رہے"

www.emarsiya.com